OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کے دور حکمرانی میں تجدیدی کارنامے

Exemplary Achievements of Hazrat Umar bin Abdul Aziz in his time of Government

Dr. Khair Muhammad Asif Memon
Lecturer, Department of Linguistic and Social Sciences, Begum Nusrat Bhutto Women University Sukkur.
Email: khair.muhammad@bnbwu.edu.pk

Received on: 04-07-2022 Accepted on: 05-08-2022

Abstract

Hazrat Umar bin Abdul Aziz aw is considered as fifth Rashid Caliph of Islam. His exemplary achievements for his administration, Justice, fear of Allah, piety, and indulging politics, are well known, and can easily be found in books of history, Hadith and Seerat. It is very difficult to find his match in history books. Hazrat Umar bin Farooq's RA prophecy for the girl of banu Hilal proved correct when he asked his son, "to marry that girl, I can swear to Allah that a fine horseman will be born from her who will lead the whole Arab." Hazrat Umar bin Abdul Aziz RA was born from her. The Sublime qualities of great Muslim, having just, great personality, intelligent and religious bent were disclosed before the world. He was 38 years and got approximately two years life span as the caliph. In such a short time he performed such great and fine works which will be remembered in history forever. In this paper exemplary achievement of Hazrat Umar bin Abdul Aziz RA will be discussed in detail.

Keywords: Fifth Rashid Caliph, Fare Justice, Ummi Asim, Retriun of Fidak, Love of Ahal Bait.

تعارف:

آپ کا نام عمر بن عبدالعزیز بن مروان بن حکم اور کنیت ابو حفص ہے۔ آپ کو مختلف القابات سے یاد کیا جاتا ہے جن میں علامہ، مجتہد عابد، امیر المومنین، خلیفہ راشد اور عمر ثانی شامل ہے۔ آپ کی پیدائش 61ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ آپ کے والد عبدالعزیز بن مروان بہادر، سردار اور سخی آدمی تھے۔ روزانہ ہزاروں لوگ آپ کے دستر خوان سے کھانا کھاتے تھے۔ بیس سال سے زیادہ آپ مصر کے والی رہے۔ آپ کی شادی خلیفہ ثانی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی پوتی ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب سے ہوئی۔[1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت گلیوں میں رعایا کی خبر گیری کے لیے مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت فرماتے تھے۔ ایک دن آپ نے گشت کے دوران کسی گھر سے آواز سنی کہ "بیٹی دودھ میں پانی ملادے" بیٹی نے جواب دیا اماں امیر المومنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ سن کر ماں بولی یہاں تجھ کو کونسا امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی نے پھر بھی انکار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے خادم اسلم سے فرمایا کہ اس گھر کو ذہن نشین کرلو۔ صبح کو آپ رضی اللہ عنہ نے اس گھر کو متعلق حالات معلوم کرائے

تو معلوم ہوا کہ لڑکی کنواری ہے تو آپ نے اپنے بیٹے عاصم کے لیے اس لڑکی کا رشتہ مانگا اور شادی ہوئی۔ اللہ تعالی نے اس جوڑے کو ایک بیٹی ام عاصم بنت عاصم بنت عمر عطا فرمائی۔ ام عاصم کا نکاح عبد العزیز بن مروان سے ہوا اور حضرت عمر بن عبد العزیز اس لڑکی کے بیٹے ہیں۔[(2)]

خلافت سے پہلے کے حالات:

حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ جب کچھ ہوش سنبھالا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ کی خدمت میں کثرت کے ساتھ آتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ان کی والدہ کے چچا تھے اور عمر بن عبد لعزیز اپنی والدہ سے کہتے کہ اماں میں عبد اللہ بن عمر جیسا بنوں گا۔ اس زمانے میں عمر بن عبد لعزیز کے والد عبد العزیز بن مروان جب مصر کے گورنر بنے تو اپنی بیوی ام عاصم کو خط لکھ کر مصر آنے کا کہا۔ جب وہ مصر جانے لگی تو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ام عاصم کہ کہا کہ بھتیجی! تمہارے شوہر کا خط آیا ہے تو تم کو جانا ہی چاہیے مگر اپنے بیٹے عمر بن العزیز کو ہمارے پاس چھوڑ کر جاؤ۔ یہ تم سب کی بنسبت ہمارے گھرانے سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ والدہ بچے کو چھوڑ کر مصر چلی گئی۔ جب شوہر نے بیٹے عمر کے متعلق پوچھا تو زوجہ نے عبد اللہ بن عمر کے اصرار کا بتایا تو شوہر بے حد خوش ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد عمر اپنے والدین سے ملاقات کے لیے مصر آیا اور والد نے دوبارہ تعلیم اور تربیت کے لیے مدینہ منورہ بھیج دیا۔[(3)] حضرت عمر بن عبد العزیز کے والد بنوامیہ کے ایک خوش قسمت بزرگ تھے، وہ 20 سال، 10 مہینے، 12 دن متصل مصر کے گورنر رہے۔ مورخین کی تاریخ کے مطابق کسی گورنر کی گورنری اس قدر زیادہ نہیں ہوئی۔

اس کے علاوہ آپ کے والد نے ان کی تربیت کے لیے صالح بن کیسان کو استاد منتخب فرمایا۔ آپ کو ایک مرتبہ جماعت کی نماز سے تاخیر ہو گئی۔ تو صالح نے یہ بات والد کو لکھی اور والد نے قاصد بھیج کر بال منڈوا دیئے۔ آپ کو نماز سے بڑا عشق تھا۔ آپ کے مشائخ میں سے جن سے آپ سب سے زیادہ متاثر ہوئے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ہے۔ آپ نے ان سے بے حد استفادہ کیا۔ عبید اللہ اپنے زمانے کے مفتی مدینہ تھے۔ ان کا شمار مدینہ کے فقہائے سبعہ میں ہوتا تھا۔ آپ کے شیوخ میں سعید بن المسیب بھی تھے۔ سعید آپ کے سوا کسی امیر اور خلیفہ کی دربار میں نہ جاتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے مشائخ کی تعداد تینتیس تک بتائی جاتی ہے جن میں آٹھ صحابہ اور پچیس تابعین شامل ہیں۔[(4)]

بنوامیہ کا عہد:

عمر بن عبد العزیز کو خلفاء کا قرب حاصل تھا۔ آپ نے خلفاء اور امراء کو نصیحت کرنے اور مشورہ کی سیاست کرنے کی طرف متوجہ کیا۔ عبد الملک آپ کا بے حد احترام کرتا تھا حتی کہ اپنی اولاد پر بھی ان کو مقدم رکھتا تھا اور اپنی بیٹی کی شادی عمر بن عبد العزیز سے کرائی۔ آپ نے کم سنی کے باوجود عبد الملک بن مروان کو خط لکھا اور ان کو اس ذمہ داری کا احساس دلایا جو ان کے کندھوں پر ڈالی گئی تھی۔[(5)] عبد الملک کی وفات کے بعد سلیمان بن عبد الملک نے آپ کو اپنے خواص میں شامل کیا۔ آپ نے خلیفہ کو بہت سے مقامات پر وعظ اور نصیحت فرمائی۔ 87ھ میں ولید

بن عبدالملک نے آپ کو مدینہ کا والی بنایا اور 91ھ میں طائف کی امارت اور ولایت بھی آپ کے حوالے کی گئی جس سے آپ پورے حجاز کے والی بن گئے۔ آپؒ نے امارت قبول کرتے وقت تین شرطیں لگائیں جن کو ولید نے قبول فرمایا:

1۔ وہ عدل کریں گے، بیت المال میں کسی مقبوضہ مال کو جمع نہ کریں گے۔

2۔ مجھے پہلے سال ہی حج کی اجازت ہو گی۔

3۔ مجھے اہل مدینہ پر خرچ کرنے کی اجازت ہو گی۔ (6)

مجلس شوری کا قیام:

آپ کا سب سے بڑا کارنامہ مجلس شوریٰ کا قیام تھا۔ آپ جب امیر بنے آپ نے مدینہ منورہ کے دس فقہاء جن میں عروہ بن زبیر، عبیداللہ بن عبداللہ، ابو بکر بن عبدالرحمٰن، ابو بکر بن سلیمان، سلیمان بن یسار، قاسم بن محمد، سالم بن عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عبیداللہ بن عمر، عبداللہ بن عامر بن ربیعہ اور خارجہ بن زید بن ثابت شامل ہیں۔ (7)

ان فقہاء کو آپ نے اپنا معاون بنایا اور ان کے یا ان میں سے موجود فقہاء کے فیصلہ کے بغیر کوئی فیصلہ نہ کرنے کا اعلان فرمایا اور بہت سے مواقع پر آپ نے مذکورہ فقہاء کے علاوہ دوسرے فقہاء سے بھی مشاورت فرمائی۔

آپؒ نے اپنے دور امارت میں ولید کی اجازت سے مسجد نبوی کی توسیع فرمائی، جس سے مسجد کا رقبہ 400 گز ہو گیا۔ آپؒ کو عمارات کی تزئین و آرائش پسند نہ تھی۔ اس کے باوجود آپ نے ولید کے حکم سے مسجد کی آرائش بھی فرمائی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ اور حجاج بن یوسف:

96ھ میں ولید نے حجاج کو حج کا امیر بنا کر بھیجا۔ آپؒ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے ولید کو خط لکھا جس میں حجاج کے مظالم کا ذکر کیا اور اس بات کی خواہش کا اظہار فرمایا کہ حجاج مدینہ سے نہ گذرے۔ ولید نے حجاج کو مدینہ سے نہ گذرنے کا حکم دیا جس سے حجاج کے دل میں آپ کے خلاف انتقام اور بے حد کینہ پیدا ہو گیا۔ اہل عراق حجاج کے ظلم سے تنگ ہو کر حجاز میں پناہ لینے لگے۔ حجاج نے ولید کو گمراہ کرنے کے لیے خط لکھا کہ "بے دین اور باغی لوگ عراق چھوڑ کر مکہ اور مدینہ میں مقیم ہو گئے ہیں۔ یہ کمزوری اور بزدلی ہے کہ باغیوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے، عمر بن عبدالعزیز کو ان باغیوں کے خلاف کاروائی کرنی چاہیے تھی مگر انھوں نے بزدلی کی ہے" یہ سن کر ولید نے عمر بن عبدالعزیز کو معزول کر کے عثمان بن حبان اور خالد بن عبداللہ قسری کو ولایت سپرد کر دی۔ ابن جوزیؒ کے مطابق آپ نے حکومتی امور سے استعفاء دے دیا تھا۔ بعض مؤرخین نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کو معزول کیا گیا۔ ولید اس بات کی طرف مائل ہو گیا کہ شدت اور انتہا پسندی سے حکومت کو مستحکم کیا جا سکتا ہے۔ آپ غمگینی کی حالت میں مدینہ سے نکلے۔ اول آپ نے خلیفہ کی اصلاح کی نیت سے خلیفہ ولید کی اقامت کی جگہ دمشق میں اقامت فرمائی، بعد میں آپ پر واضح ہو گیا کہ ولید جابر اور سنگ دل لوگوں کو امراء کو رکھنے میں مصر ہے تاکہ خلافت قائم رہے اور لوگوں کی گردنیں جھکی رہیں۔ اس لیے دمشق میں رہنا خطرے سے خالی نہ تھا تو آپ نے وہاں کی سکونت ترک کر دی مگر خلیفہ کی اصلاح جاری رکھی۔

آپ نے ولید کو نصیحت فرمائی کہ قتل کے معاملہ میں اپنے امراء کو اس کا پابند بنائیں کہ جب تک خلیفہ کے علم میں بات نہ آجائے اور جرم شہادتوں سے ثابت نہ ہو اس وقت تک کسی کو قتل نہ کیا جائے۔ خلیفہ کو یہ بات معقول لگی اور سب عمال کو یہ ہدایت لکھ بھیجی سب نے اس بات کو مان لیا مگر حجاج اپنی روش پر باقی رہا۔(8)

آپ کی خلیفہ کے طور پر نامزدگی:

718ء سلیمان بن عبد الملک جب وفات پانے گئے تو اپنے وزیر رجاء بن حیوۃ سے جانشین کے بارے میں رائے لی اور مشورہ کے بعد سلیمان نے عمر بن العزیز اور یزید بن عبد الملک کو علی الترتیب جانشین کر کے وصیت نامہ بند کر کے بنوامیہ سے اپنی زندگی میں ہی اس پر بیعت لی۔ سلیمان کے مرنے کے بعد رجاء نے وصیت کا اعلان کیا تو ہشام کو خلافت نہ ملنے کا افسوس ہوا اور عمر بن عبد العزیز کو خلافت ملنے پر صدمہ ہوا۔ عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہونے کے بعد ممبر پر چڑھے اور خطبہ دیا اور کہا: ''لوگو میری خواہش اور عام مسلمانوں کی رائے لیے بغیر مجھے کو خلیفہ بنا کر مجھ کو آزمائش میں ڈالا گیا ہے۔ اس لیے تم کو اختیار ہے جس کو چاہو خلیفہ مقرر کر لو'' یہ سن کر سب لوگوں نے کہا ہم نے آپ کو پسند کیا اور آپ سے راضی ہو گئے۔ خلیفہ بننے کے بعد آپ کی زندگی تبدیل ہو گئی جو آپ پوشاک اور خوشبوء کے دلدادہ تھے وہ چھوڑ کر آپ نے زاہدانہ زندگی اختیار فرمائی، جب ان کو شاہی سواریاں پیش کی گئی تو ان کو قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگوں کو اپنے لیے کھڑا ہونے سے منع فرمایا اور اپنے پرانے گھر میں رہنے کو جاری رکھا اور قصر خلافت میں سکونت اختیار نہ فرمائی اور سلیمان کے ترکہ کو بیت المال میں داخل فرمایا۔(9)

خاندان کا تذکرہ:

آپ کے خاندان کے متعلق بھی کتب تاریخ میں عجیب واقعات ملتے ہیں۔ آپ خلافت کے بعد اپنی منکوحہ فاطمہ سے خلافت کے کاموں کی وجہ سے وقت نہیں دے پاتے تھے۔ جب آپ سے اس کا تذکرہ کیا گیا تو فرمایا کہ جس کی گردن پر تمام امت محمدیہ کا بوجھ ہو اور قیامت میں اس کا مواخذہ کیا جانے کا یقین ہو تو وہ اس تعلق کو کیسے رکھ سکتا ہے۔ لونڈیوں کو اختیار دے دیا تھا کہ جس کی دل چاہے آزاد ہو جائے اور جس کی دل چاہے ساتھ رہے لیکن ان کو عمر سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کا روزانہ خرچ 2 درہم تھا۔ آپ نے جب سے اموال مغصوبہ کو واپس کیا تو اس کا اثر آپ اور گھر والوں کی زندگی پر پڑا اور سب تنگی سے زندگی گذارنے لگے۔ ایک بار گھر میں ضروریات کے لیے کچھ نہ تھا آپ کا غلام مزاحم سخت پریشان تھا کہ ضروریات کے لیے کیا کیا جائے؟ مجبوراً ایک آدمی سے 5 دینار قرض لیے۔ جب یمن سے جائداد کا منافع آیا تو بڑا خوش ہوا جس سے قرض لیا تھا اس کو کہا کہ ابھی قرض ادا کرتا ہوں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے جب ان کو پتا چلا کہ امیر المؤمنین عمر نے یہ ساری رقم بیت المال میں داخل کر دی ہے۔(10)

آپؒ کے بچے لباس اور کھانے کے معاملات میں تنگ رہے۔ ایک مرتبہ اپنی بیٹی امینہ کو بلایا مگر وہ نہیں آئی پھر دوسرا آدمی بھجوایا تو آئی، وجہ معلوم کرنے پر بتائی کہ میرے پاس لباس نہ تھا۔ مزاحم کو حکم دیا کہ دری کو پھاڑ کر قمیض بنا کر ان کو دیں۔ کسی نے لڑکی کی پھوپھی ام البنین سے اس کا تذکرہ کیا تو انھوں نے ایک کپڑے کا تھان بھجوا دیا اور رقم بھی نہ لی۔(11)

ان کی اولاد میں اگر کوئی قیمتی چیز استعمال کرتا تو آپ اس کو منع فرماتے۔ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے نے ایک انگوٹھی بنوائی اور ایک ہزار درہم کا نگینہ خریدا تو جب آپ کو معلوم ہوا تو حکم دیا کہ اس کو فروخت کرڈالو اور رقم کے ایک ہزار بھوکوں کو کھانا کھلادو۔[12]

ایک مرتبہ جب اپنی بیٹیوں سے ملنے گئے تو انھوں نے اپنا منہ بند کردیا۔وجہ پوچھی تو بتایا کہ آج کھانے میں پیاز اور دال مسور کے علاوہ کچھ نہ تھا وہ کھایا ہے اور ہم کو یہ پسند نہیں کہ آپ کو یہ بدبو آئے۔اس پر آپ روپڑے اور فرمایا اے میرے لڑکیو! تم کو اس سے کیا فائدہ ہوگا کہ تم طرح طرح کے کھانے کھاؤ اور تمہارا باپ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے؟ یہ سن کر سب لڑکیاں رونے لگیں[13]

عمر بن عبدالعزیز کے تجدیدانہ اقدامات:

1۔ مغصوبہ مال کی واپسی:

خلفاء بنوامیہ نے لوگوں کے اموال پر غاصبانہ قبضہ کیا تھا۔ سلیمان بن عبدالملک کی تجہیز و تکفین کے بعد عمر بن عبدالعزیزؒ نے ممبر پر چڑھ کر اعلان فرمایا کہ جس کی بھی جائداد ضبط کی گئی ہے وہ آکر واپس لے۔سب سے پہلے ابتداء خود سے کی اور ان کو جو پہلے خلیفوں کی طرف سے جاگیریں ملی تھیں ان کی دستاویزات کو قینچی سے کاٹتے رہے حتیٰ کہ انگوٹھی کا نگینہ جو ولید نے ان کو ہبہ میں دیا تھا وہ بھی واپس کردیا۔خادم مزاحم نے جب یہ دیکھا تو پوچھا کہ اولاد کی معاش کا کیا سوچا ہے؟ تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور بولا کہ ان کو خدا کے حوالے کرتا ہوں۔[14]

2۔اہل بیت کو فدک کی واپسی:

سب سے زیادہ اہم مسئلہ باغ فدک کا تھا جو ان کے قبضہ میں تھا۔ جس پر ان کا گذران تھا، جس کی آمدنی دس ہزار دینار تھی۔ خلیفہ ہونے کے بعد رسول ﷺ اور خلفاء راشدین کے طرز عمل کے متعلق تحقیق فرمائی جب ان کو معلوم ہوا کہ فدک رسول ﷺ کے لیے خالصہ تھا جس کی آمدنی آپ ﷺ اپنی اور بنوہاشم کی ضروریات میں صرف کرتے تھے۔حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے یہ باغ مانگا تھا مگر آپ ﷺ نے انکار فرمایا تھا، بعد میں مروان نے اس کو اپنی جاگیر میں داخل فرمادیا اور یہ منتقل ہوتے ہوئے بعد میں عمر بن عبدالعزیز کے قبضہ میں آیا ہے۔اس لیے آپ نے مروانی خاندان کو جمع فرمایا اور ان کو اس امر کی خبر دی اور ان سے کہا کہ میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ فدک کی جو حالت عہد رسالت میں تھی میں اس کو اسی حالت کی طرف پھیرتا ہوں۔[15]

سنن ابی داؤد میں عبداللہ بن جریر سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مروان کے بیٹوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ فدک کی آمدنی رسول اللہ ﷺ اپنے اہل وعیال، فقراء اور مساکین پر خرچ کرتے تھے،اس سے بنی ہاشم کے جوانوں پر احسان اور بیواؤں کے نکاح پر خرچ کرتے تھے۔حضرت فاطمہ نے رسول اللہ ﷺ سے فدک کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا۔حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کی آمدنی وہاں خرچ ہوتی جہاں حضور ﷺ کے دور میں خرچ ہوتی تھی۔مروان بن الحکم نے بعد میں اس کو اپنی جاگیر بنایا، اب یہ باغ میرے قبضہ میں آیا ہے تو میں نے یہ دیکھا ہے کہ رسول ﷺ نے اس کو حضرت فاطمہ کو نہیں دیا تو یہ میرے لیے بھی سزاوار نہیں اور میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ فدک کی جو حالت عہد رسالت میں تھی اس کو اسی کی طرف لوٹاتا ہوں۔[16]

3۔بیوی کے زیورات واموال:

ان کی بیوی فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس نہایت قیمتی زیورات، جواہرات اور اموال تھے جو ان کو عبدالملک نے دیئے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے ان کو کہا کہ تم کو دو باتوں کا اختیار ہے یا تو اس مال کو واپس کر دو یا مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ تو فاطمہ نے جواب دیا کہ میں آپ کو اس پر اور اس سے کئی گنا زیادہ جواہرات پر ترجیح دیتی ہوں، چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے یہ زیورات بیت المال میں جمع فرما دیئے۔ بعد میں جب یزید خلیفہ ہوا تو اس نے یہ جواہرات فاطمہ کو دینے چاہے مگر انھوں نے انکار فرما دیا۔[17]

4۔متفرق اصلاحات:

ذیل میں مختصراً کچھ متفرق اصلاحات ذکر کئے جاتے ہیں:

- ✓ عمر بن عبدالعزیز نے خلیفہ ہوتے ہی سب صوبوں کے گورنروں کے نام خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ سلیمان بن عبدالملک اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھا، جس کو اللہ نے خلافت کی نعمت عطا فرمائی تھی، اب اس کا انتقال ہو گیا ہے، میں اس کا قائم مقام بنایا گیا ہوں، اللہ نے مجھ پر جو ذمہ داری عائد کی ہے وہ بہت ہی بھاری ہے۔[18]
- ✓ آپ نے امراء کی بازپرس کی جن امراء کے ذمہ بیت المال کا مال تھا ان سے رقم کا مطالبہ کیا۔ جن نے ادا نہ کیا ان کو جیل بھیج دیا۔ پہلے خلفاء کے ہاں بیت المال کی آمدنیاں خمس، صدقہ اور فے ایک جگہ جمع ہوتی تھیں۔ ان کا حساب علیحدہ نہیں رکھا جاتا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ آمدنی کا الگ سے حساب رکھا جائے اور علیحدہ جمع کی جائیں۔[19] بیت المال میں شاہی خاندان کا وظیفہ مقرر تھا۔ آپ نے اس کو کلیۃ بند کر دیا۔[20]
- ✓ آپ سے پہلے جو خلفاء ہوتے جو ان شعراء اور ادباء کو جو ان کی مدح میں قصائد وغیرہ لکھتے ان کو بیت المال سے انعامات دیتے تھے۔ آپ نے یہ تمام انعامات کا سلسلہ بند کر دیا۔
- ✓ پہلے خلفاء جب عشاء اور فجر نماز پر جاتے تھے تو خدام ساتھ ساتھ جاتے اور شمع جلایا کرتے تھے جس کا خرچ بیت المال سے ادا کیا جاتا ۔آپ نے یہ سلسلہ بند کر دیا۔
- ✓ بیت المال کی آمدنیوں میں سے ایک خمس ہے جس کے مصارف متعین ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز سے پہلے خلفاء نے اہل بیت کو ان کے حق سے محروم کر دیا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے خمس کو صحیح مصارف میں تقسیم کیا اور اہل بیت کو ان کا حق دیا۔
- ✓ اسلام میں جزیہ صرف غیر مسلموں سے وصول کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرتا تو مسلمان ہونے کی وجہ سے اس سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔ لیکن حجاج بن یوسف نے نومسلموں سے بھی جزیہ وصول کرنا شروع کیا، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ہر ذمی کو پچاس پچاس درہم عطا فرمائے اور نومسلموں سے جزیہ ساقط کر دیا۔[21]

- ✓ حضرت عمر بن عبد العزیز سے پہلے خلفائے بنو امیہ نے رعایا پر مختلف قسم کے ٹیکس عائد کئے تھے۔ مولانا عبد السلام ندوی لکھتے ہیں "روپیہ ڈھالنے پر ٹیکس، چاندی پگھلانے پر ٹیکس، عرائض نویسی پر ٹیکس، دکانوں پر ٹیکس، گھروں پر ٹیکس، پن چکیوں پر ٹیکس، نکاح کرنے پر ٹیکس، غرض کوئی چیز بھی ٹیکس سے خالی نہ تھی اور یہ ٹیکس ماہوار وصول کئے جاتے تھے، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے یہ تمام ٹیکس ختم فرمادئے۔(22)
- ✓ تقویٰ اور احتیاط کا آپ رضی اللہ عنہ اس قدر اہتمام فرمایا کہ آپ نے اپنے والی ابو بکر بن حزم کو خط لکھا" قلم باریک رکھو، سطریں قریب قریب لکھا کرو تاکہ سرکاری خزانہ کا کاغذ کم سے کم استعمال ہو"
- ✓ آپ نے اپنے عاملوں کو حکم دیا کہ جو حج پر جانا چاہے اس کے لیے سامان کا انتظام کرو، سرائے اور مسافر خانے تعمیر کرنے کا حکم فرمایا جہاں مسافروں اور ان کے جانوروں کو ایک دن اور ایک رات کا کھانا مہیا کیا جاتا تھا۔ بیماروں اور محتاجوں کو دو دن رہنے کی اجازت ہوتی تھی اور جن کا زادِ راہ ختم ہو جاتا تھا ان کو توشہ دیا جاتا تھا۔
- ✓ حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور میں لوگ زکوٰۃ کا مال لے کر باہر آتے مگر شام تک کوئی مستحق نہ ملتا اور شام کو واپس گھر لے جانے پر مجبور ہوتے۔(23)
- ✓ آپؒ جب مدینہ کے امیر تھے تو ولید بن عبد الملک نے مسجد نبوی کی تعمیر میں امہات المؤمنین کے حجرات بشمول حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرہ کو مسجد نبوی میں داخل کرانے کا حکم فرمایا، جس وقت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کے حجرے کی دیواریں اتاریں گئیں جس میں شاہ عرب و عجم ﷺ اور اس کے دو جان نثاروں کی قبریں ہیں تو آپ نے قبروں کے آگے ستوں تعمیر فرمائے تاکہ ان کی طرف نماز ادا نہ کی جائے۔ آپ نے حجرہ مبارک کو پانچ ستوں پر قائم فرمایا۔ آپ نے ہمیشہ کے لیے شرک کا دروازہ بند کر دیا، کیونکہ آپ ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔(24)
- ✓ آپ نے چنگی کو ختم فرمایا اور گذشتہ حکومتوں کے عائد کردہ بھاری ٹیکس کو یا تو بالکل ختم فرمایا یا اس کو بہت ہی محدود کر دیا۔ آپ نے لوگوں کو بری اور بحری تجارت کی اجازت دی۔ آپ نے تاجروں کی حوصلہ افزائی کی اور ان کو سہولیات دیں۔ آپ نے بنو امیہ اور حجاج کے مظالم کو ختم فرمایا اور ان سے براءت کا اظہار فرمایا۔(25)

اختلاف صحابہ میں عمر بن عبد العزیز کا موقف:

عبد الرحمٰن بن قاسم اپنے والد سے عمر بن عبد العزیز کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ "مجھے یہ پسند نہیں کہ حضرات صحابہ کرام میں اختلاف نہ ہوتا کیونکہ اگر ایک ہی قول ہوتا تو لوگ تنگی میں پڑ جاتے۔ سب صحابہ کرام امام تھے جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ لہذا آدمی کو اس بات کی گنجائش ہے کہ ان میں سے جس کی بات پر چاہے عمل کرے۔ آپ سے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، صفین کے بارے

میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ " یہ وہ خون ہیں جن سے میرے ہاتھوں کو رب تعالیٰ نے روکا ہے مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میں اپنی زبان کو اس میں ڈبوؤں۔ [26] رضی اللہ عنہ

اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو اچھے الفاظ سے یاد کیا جائے اور ان کے مشاجرات پر لب کشائی سے باز رہا جائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سب کے سب اس کے مستحق ہیں کہ ان کے لیے سب سے عمدہ اور اچھے راستے اختیار کئے جائیں۔ ان کے بارے میں سب سے نیک مذہب اور اعتقاد رکھا جائے۔ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مشاجرات میں کسی پر بھی طعن کرنا شرعاً منع ہے، چاہے معلوم ہو جائے کہ کون حق پر تھا کیونکہ ان جنگوں میں ہر فریق اپنے اجتہاد پر تھا، لہذا ان میں سے جو مصیب تھا اس کو دوہرا اجر اور دوسرے فریق کو ایک اجر ضرور ملے گا۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا اہتمام:

بنو امیہ دین اور تبلیغ دین سے کافی دور ہو گئے تھے۔ آپؒ نے اس ذمہ داری کو خوب ادا کیا اور دین کی شان اور اس کے بلندی کو وہی پرانی شان دی۔ آپؒ نے بدعات اور منکرات کو ختم فرمایا اور اہل بدعت اور اہل اہواء کا خوب مقابلہ کیا۔ آپؒ نے اپنے عمال کو لکھا " نمازوں کے اوقات میں دوسرے کاموں کو ترک کیا جائے۔ جو نمازوں کو ضائع کرے گا وہ دین کے دوسرے کاموں کو بھی بدرجہ اولی ضائع کرے گا۔ [27]

سیدنا عمر بن عبد العزیز کی شخصیت اور سیاست نے تمام لوگوں کی حیات، میلانات پر بہت عمدہ اثر ڈالا۔ جس پر علامہ طبری نے ایک طائرانہ اور عمدہ جائزہ پیش کیا ہے۔ علامہ طبریؒ فرماتے ہیں " ولید جائدادوں اور تعمیر کا شوقین تھا اس لیے اس نے شاندار قلعے اور عمارتیں تعمیر کیں اور خوب دولت کمائی۔ یہی وجہ ہے کہ ولید کے دور میں لوگ جب آپس میں ملتے تھے تو ان کے گفتگو کا موضوع عمارتیں اور تعمیر ہوا کرتی تھی۔ سلیمان خلیفہ بنا تو وہ نکاح اور عمدہ کھانوں کا شیدائی تھا۔ اس کے زمانے میں لوگ شادیوں، باندیوں، کنیزوں، شراب اور بعام کے متعلق گفتگو کرتے تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے دور میں گفتگو کا موضوع یہ ہوتا تھا کہ تہجد کی نماز کا لطف کیسا ہے؟ قرآن کتنا یاد کیا؟ اس مہینے کتنے روزے رکھے؟ صدقات میں سب سے عمدہ مصرف کیا ہے وغیرہ وغیرہ [28]

عقائد اہل سنت کا اہتمام:

آپ اہل سنت کے عقائد کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اس کی نشر و اشاعت اور اس کو پھیلانے میں بے پناہ حرص رکھتے تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد کے ماخذ اہل سنت کے بابت سیدنا عمر بن عبد العزیز کے اقوال سے معطر ہیں۔ آپ عفو اور درگذر کے پیکر تھے۔ ایک آدمی نے آپ کو برا بھلا کہا آپ خاموش رہے۔ کسی نے کہا کہ آپ انتقام کیوں نہیں لیتے تو آپ نے فرمایا کہ جس کو خدا کا خوف ہوتا ہے اس کی زبان کو لگام ہوتی ہے۔ [29]

فاطمہ بنت عبد الملک سے آپ کو ایک بیٹا تھا۔ایک دن جب وہ گلی میں کھیلنے کے ارادہ سے نکلا تو ایک غلام نے اس کا سر زخمی کر دیا فاطمہ بچہ کو دیکھ کر رونے لگی۔لوگوں نے غلام کر قابو کر لیا تو اس غلام کی ماں بھی پہنچ گئی اور کہنے لگی ہم کو معاف کر دیں۔میرا بیٹا یتیم ہے۔آپؒ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کا بیت المال سے وطیفہ مقرر ہے؟ تو اس نے کہا کہ نہیں تو آپ نے بدلہ لینے کے بجائے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا۔(30)

اہل بیت سے محبت:

حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی سب سے بڑی اصلاح جو تاریخ میں سنہرے الفاظ سے لکھی جائے گی وہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی شان میں بد گوئی کا انسداد ہے۔خلفاء بنو امیہ اپنے خطبوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہتے تھے۔آپ کو جیسے ہی خلافت ملی تو آپ نے اپنے گورنروں کے نام یہ خط لکھا کہ "خطبوں میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ پر سب شتم کو خارج کیا جائے اور اس پر فوراً عمل کیا جائے اور اس کی جگہ قرآن کی یہ آیت پڑھی جائے "ان اللہ یامر بالعدل الخ"(31)

بنو امیہ کا خاندان سیاسی مفادات کے خاطر اہل بیت کا دشمن بن گیا تھا مگر آپؒ حبِ اہل بیت میں سرشار تھے، فاطمہ بنت علی بن ابی طالب فرماتی ہیں کہ عمر بن عبد العزیزؒ جب امیر مدینہ تھے تو میں ان سے ملنے گئی تو عمر بن عبد العزیزؒ نے ان سے کہا "اے علی کی بیٹی! اللہ کی قسم مجھے روئے زمین پر کوئی گھر والے تم لوگوں سے زیادہ محبوب نہیں۔بے شک تم لوگ مجھے اپنے گھر والوں سے زیادہ محبوب ہو،۔تم خود میرے خاندان سے مجھ کو زیادہ عزیز ہو۔عمر بن عبد العزیزؒ جب خلیفہ بنا سب سے پہلے جو مال کا نذرانہ دیا وہ حضراتِ اہل بیت کو عطا فرمایا جو تقریباً تین ہزار دینار تھا۔(32)

اشاعت دین:

دین کی اشاعت کے لیے اور اس کی تعلیم عام کرنے کے لیے آپ نے غیر مسلم سربراہانِ مملکت کو اسلام کی دعوت دی۔سندھ کے حکام کے متعلق علامہ بلاذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لما استخلف عمر بن عبد العزيز كتب إلى ملوك ما وراء النهر يدعوهم إلى الإسلام فأسلم بعضهم"(33)

ترجمہ: انھوں نے ماوراء النہر کے بادشاہوں کو دعوت دی ان میں سے بعض اسلام لائے۔

عمر بن عبد العزیز نے بادشاہوں کو اسلام اور اطاعت کی طرف اس شرط پر دعوت دی کہ ان کی بادشاہی میں کوئی دخل نہیں آئے گا اور جو حقوق مسلمانوں کے ہیں ان کو ملیں گے اور جو ذمہ داریاں مسلمانوں پر عائد ہوتی ہیں وہ ان پر عائد ہوں گی چونکہ تمام بادشاہوں کو ان کے حال کا علم ہو چکا تھا۔اس لیے حبشہ اور دوسرے بادشاہ اسلام لائے اور اپنا نام عربی رکھا۔(34)

آپ کے دور میں مغرب میں بربر قوم نے اسلام قبول کیا اور اسلام مغرب میں چھا گیا۔آپ نے جنگ سے پہلے دعوت دینے کے خصوصی احکامات جاری فرمائے۔ذمیوں کے اسلام قبول کرنے کی صورت میں آپ نے ان کا جذیہ معاف فرمایا اور لوگوں کی دینی تعلیم کے لیے علم شریعت کے درس کے حلقہ قائم فرمائے۔تبلیغ کے لیے جانے والے مبلغین کو آپ نے فکرِ معاش سے مطمئن کر کے ان کا وظیفہ مقرر فرمایا۔

آپؒ نے بہت سے علماء کو دنیا کے مختلف ممالک کی طرف بھیجاان میں سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے غلام نافع کو علم حدیث کی تعلیم کے لیے مصر بھیجا۔ قاری جعثل بن عایان کو مغرب اور مصر میں علم قراءت کی اشاعت کے لیے روانہ فرمایا۔ یزید بن ابی مالک اور حارث الاشعری کو بدؤں کی تعلیم کے لیے مقرر فرمایا(35)

خلیفہ کا گھر:

عراق سے ایک عورت عمرؒ کے پاس آئی، دروازے پر کوئی دربان نہ پایا تو لوگوں سے دریافت کیا تو اس کو بتایا گیا کہ یہاں کوئی دربان نہیں ہوتا۔ یہ اندر زنان خانہ میں فاطمہ بنت عبدالملک کے پاس چلی گئی جو گھر میں روٹی بنا کر رہی تھی۔ اس کو بیٹھنے کا کہا تو اس عورت کو بیٹھنے کے لیے کوئی خاص چیز نظر نہ آئی وہ زمین پر ہی بیٹھ گئی۔ اس وقت حضرت عمرؒ گھر کے کنویں سے پانی کے ڈول نکال کر مٹی پر ڈال رہے تھے۔ آپؒ کی نظر فاطمہ پر پڑ رہی تھی تو عورت نے کہا کہ اس مزدور سے تو پردہ کر یہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے۔ فاطمہ نے کہا کہ یہ مزدور نہیں یہ امیر المؤمنین ہے۔(36)

سفر آخرت:

آپ نے اپنی آخری عمر میں ایک خطبہ دیا جس میں آخرت کا ذکر اور دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرمایا جس سے لوگ رو پڑے اور آپ ممبر سے اتر آئے یہ آپ کا آخری خطبہ تھا۔ آپ کی وفات کے بارے میں مختلف روایات ہیں، بعض لوگ خوف الٰہی کی شدت اور لوگوں کے امور کے اہتمام کی کثرت کو ذکر کرتے ہیں(37) بعض لوگوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ بنوامیہ نے آپ کو زہر دے دیا تھا کیونکہ وہ دنیا پرست اور عیاش لوگ تھے۔ عدل انصاف سے تنگ تھے اور ان کی شاہانہ خرچ بند ہوگئے تھے۔ یہ کام کرانے کے لیے انھوں نے آپ کے خاص گھریلو خادم کا انتخاب کیا اور اس کو ایک ہزار دینار دینے کا لالچ دیا اور اس سے آزاد کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ خادم جب یہ قتل کا کام کرنے کا ارادہ کرتا تو کانپ اٹھتا تو اس خادم کو انھوں نے قتل کی دھمکی دی، جس کے باعث لالچ اور خوف کے جذبات سے اس کے اپنے ناخنوں کو زہر آلود کیا اور آپؒ کے پینے کی چیز میں زہر ملادیا جس کو آپؒ نے نوش فرمادیا۔ آپؒ کو جب زہر کا اثر معلوم ہوا تو اس غلام سے معلوم کیا تو اس نے سازش کا اقرار کیا تو آپؒ نے اس سے ایک ہزار دینار لے کر بیت المال میں جمع کرائے اور اس سے کہا کہیں جا کر چھپ جاؤ۔(38) آپؒ نے غلام کو معاف فرمایا، آپؒ نے غلام سے زہر دینے والے کا نام تک نہ پوچھا حالانکہ نام بتانے پر آپ مجبور کر سکتے تھے اور بعد میں قصاص بھی لے سکتے تھے۔ آپؒ نے آخر میں اپنی رقم سے قبر کے لیے زمین عیسائی راہب سے خریدی۔

ولی عہد یزید بن عبد الملک کو وصیت:

آپ نے ولی عہد یزید بن عبدالملک کو مرض الموت میں وصیت لکھوائی کہ "اللہ کے تقوی کو لازم پکڑنا اور رعایا کے بارے میں اللہ سے ڈرنا کیونکہ میرے بعد تم بھی دنیا میں زیادہ نہیں ٹھروگے۔ اگر میں بیویاں اور مال جمع کرنا چاہتا تو کر لیتا مگر مجھے حساب کتاب کا ڈر ہے اور اپنے بچوں کو بلایا اور دیکھ کر رو پڑے اور بولے "میں انھیں تنگدست چھوڑے جارہا ہوں۔ اے میرے بچو! میرے سامنے دو راستے تھے ایک یہ کہ تم کو

مال دے کر جہنم میں چلا جاتا، دوسرا راستہ یہ تھا کہ تم قیامت تک تنگدست رہتے اور میں جنت میں چلا جاتا۔ میں نے تمہارے لیے فقر کو پسند کیا۔ اب اٹھ جاؤ۔ اللہ تمہاری حفاظت کرے اور رزق دے۔(39)

وفات:

آپ نے بروز جمعہ رجب 101ھ میں وفات پائی۔ 20 روز علالت میں گذارے اور شام میں انتقال فرمایا۔ آپ نے دو سال پانچ ماہ اور چودہ دن خلافت فرمائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 39 سال پانچ ماہ تھی۔ پسماندگان میں زوجہ بارہ بیٹے، چھ بیٹیاں چھوڑیں۔

نتائج:

خلاصۃ سیدنا عمر بن عبد العزیزؒ کی کامیابیوں کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ آپؒ کی شخصی صفات کا آپ کی کامیابیوں میں بے حد دخل تھا۔ چنانچہ آپ علم، ورع، خوف و خشیت، حلم و تواضع وغیرہ کی صفات سے پوری طرح آراستہ تھے۔

2۔ آپؒ کے تجدیدی منصوبے واضح تھے اور وہ تھے خلافت کو دورِ رسالت اور خلافتِ راشدہ کے منہج پر واپس لے جانا۔

3۔ جب امت نے آپؒ کی امانت و دیانت کو دیکھا تو انہوں نے بھی آپ کے اہداف کے حصول میں آپ کا بھرپور ساتھ دیا۔

4- علمائے ربانیین کی ایک جماعت کا وجود جو خلافت کے امور کو سنبھالنے کے اہل تھے، آپ نے انہیں آگے بڑھنے کا موقع دیا تو وہ پورے اخلاص اور کامل مستعدی کے ساتھ آگے بڑھے۔

5- حکومتی اور عوامی دونوں سطحوں پر ہر چھوٹے بڑے کام میں شریعت کے نفاذ کی بھرپور حرص اور یہ رب کی توفیق سے ہی ممکن ہوتا ہے۔

حوالہ جات

[1] نامعلوم: سیدنا عمر بن عبد العزیز۔ حیات، خدمات اور صفات، لاہور الحکمت انٹرنیشنل مادر ملت روڈ، ص4،5

[2] ایضا، ص4،5

[3] لدھیانوی محمد یوسف مولانا: سیرت عمر بن عبد العزیز، کراچی مکتبہ لدھیانوی، طبع اول 1996ع، ص16

[4] الصلابی علی محمد ڈاکٹر: سیدنا عمر بن عبد العزیز شخصیت اور کارنامے، مترجم مولانا آصف نسیم، مظفر گڑھ مکتبہ الفرقان، س ط ن د، ص47

[5] ایضا، ص49

[6] ایضا، ص50

[7] ایضا، ص50

[8] ایضا، ص57

[9] ندوی مولانا عبد السلام، سیرت عمر بن عبد العزیز، کراچی دار الاشاعت، دسمبر 1973ء، ص35

[10] ایضا، ص105

[11] ایضا، 104

[12] ایضا، ص105

[13] ایضا، ص106

[14] ایضا، ص37

[15] أبو داود سلیمان بن الأشعث السِّجِستانی (المتوفى: 275ھ)، المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الأموال، بيروت المكتبة العصرية، ج3، ص143

[16] عبدالرشید عراقی، عمر بن عبدالعزیز منہج خلافت راشدہ کا ایک روشن باب: لاہور بیت الحکمت 2009ء، ص60

[17] سیرت عمر بن عبدالعزیز، ص40

[18] عبدالرشید عراقی، عمر بن عبدالعزیز منہج خلافت راشدہ کا ایک روشن باب، ص65

[19] ایضا، ص68

[20] ایضا، ص68

[21] الطبري أبو جعفر محمد بن جرير (المتوفى: 310 هـ)، بيروت دار التراث، الطبعة الثانية 1387 هـ، ج6، ص618

[22] ندوی مولانا عبدالسلام: سیرت عمر بن عبدالعزیز، ص120

[23] حوالہ بالا

[24] الصلابی علی محمد محمد: سیدنا عمر بن عبدالعزیز شخصیت اور کارنامے، ص170

[25] سیدنا عمر بن عبدالعزیز شخصیت کارنامے، ص178

[26] الصلابی علی محمد محمد الصلابی ڈاکٹر: سیدنا عمر بن عبدالعزیز شخصیت اور کارنامے، ص178

[27] ایضا، ص178

[28] ایضا، ص135

[29] سیدنا عمر بن عبدالعزیزؒ حیات، خدمات اور صفات، لاہور الحکمۃ انٹر نیشنل، شوال 1441ھ، ص16

[30] ایضا

31 عبدالرشید عراقی، عمر بن عبدالعزیز منہج خلافت راشدہ کا ایک روشن باب، ص76

[32] الصلابی علی محمد محمد الصلابی ڈاکٹر: سیدنا عمر بن عبدالعزیز شخصیت اور کارنامے، ص180،

33 البَلاذُری أحمد بن يحيى بن جابر بن داود (المتوفى: 279ھ): فتوح البلدان، بيروت دار ومكتبة الهلال، 1988م، ج1، ص411

[34] فتوح البلدان ص246

[35] عبدالرشید عراقی، عمر بن عبدالعزیز منہج خلافت راشدہ کا ایک روشن باب، ص86

[36] سیرت عمر بن عبدالعزیز، ص190

[37] تاریخ طبری ج7، ص345، سیرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز، 457

[38] تذکرہ الحفاظ ج1، ص120، سیرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز، 457

[39] سیدنا عمر بن عبدالعزیز ص460

References

1. Unknown: Sayyidina 'Umar ibn 'Abd al-Aziz. Life, Services and Attributes, Lahore Al-Hikmat International Madar-e-Millat Road, pp. 5,4
2. Ibid., p. 5, 4
3. Ludhianvi Muhammad Yusuf Maulana: Sirat Umar bin Abdul Azeer, Karachi Maktaba Ludhianvi, Vol. I, 1996, p. 16
4. Al-Salaabi Ali Muhammad Doctor: Sayyidina Umar bin Abdul Aziz Personality and Achievements, Translated by Maulana Asif Naseem, Muzaffargarh Maktaba al-Furqan, S.T.N., p. 47
5. Ibid. p . 49
6. Ibid. p. 50
7. Ibid., p. 50
8. Ibid., p. 57
9. Nadwi Moulana 'Abd al-Salam,S.I. Rat Umar b. 'Abd al-'Azeez, Karachi Dar-ul-Pasat, December 1973, p. 35
10. Ibid., p. 105
11. Ibid., 104
12. Ibid. p. 105
13. Ibid., p. 106
14. Ibid., p. 37
15. Abu Dawud Sulaiman ibn Al-Ash'ath al-Sajistani (275 AH), al-Muhaqiq: Muhammad Mohi al-Din 'Abd al-Hamid, Bab fi Safaya, The Messenger of Allah (peace and blessings of Allaah be upon him), Vol. 3, p. 143
16. Abdul Rashid Iraqi, Umar bin AbdulAziz Minhaj, A Bright Chapter of Khilafat Rashida: Lahore Baitul Hikmat 2009, p. 60
17. Sirat Umar bin Abdul Aziz, p. 40
18. 'Abdal-Rashi d'Araqi, 'Umar b. 'Abd al-'Azeez Minhaj, a bright chapter of the Caliphate of Rashida, p. 65.
19. Ibid., p. 68
20. Ibid., p. 68
21. Abu Ja'far Muhammad ibn Jarir (310 AH), Beirut Dar al-Tarath, al-Tabaqat al-Thaniyyah, vol. 6, p. 618
22. Nadvi Maulana Abdul Salam: Sirat Umar bin Abdul Aziz, p. 120
23. Reference Above
24. Al-Salaabal-'Ali Muhammad Muhammad:Sayyidina 'Umar ibn 'Abd al-'Azeez, p. 170.
25. Sayyidina 'Umar b. 'Abd al-Aziz, p. 178
26. Muhammad Muhammad al-Salaabi, Dr. Sayyiduna 'Umar ibn 'Abd al-'Azeez, p. 178.
27. Ibid. p. 178
28. Ibid., p. 135
29. Sayyidina 'Umar ibn 'Abd al-Aziz, Life, Services and Attributes, Lahore Al-Hukma International, Shawwal 1441 AH, p. 16
30. edict
31. 'Abdal-Rashi d'Iraqi, 'Umar b. 'Abd al-'Azeez Minhaj, a bright chapter of the Caliphate of Rashida, p. 76.
32. Al-Salaabal-'Ali Muhammad Muhammad al-Salaabi, Dr.Sayyidina 'Umar b. 'Abd al-'Azeez, p. 180.
33. Al-Balazari Ahmad bin Yahya bin Jabir bin Dawood (279 AH): Fatuh al-Baldan, Beirut Dar Wa

Maktabat al-Hilal, vol. 1, p. 411
34. Fatuh al-Baldan, p. 246
35. 'Abdal-Rashi d'Iraqi, 'Umar b. 'Abd al-'Azeez Minhaj, p. 86, p. 86.
36. Sirat 'Umar ibn 'Abd al-Aziz, p. 190
37. Tarikh al-Tabari, vol. 7, p. 345, Sirat Sayyidina Umar bin Abdul Aziz, 457
38. Tazir al-Hafaaz vol. 1, p. 120, Sirat Sayyidina Umar bin Abdul Aziz, 457
39. Sayyidina 'Umar ibn 'Abd al-Aziz, p. 460